© rasailojaraid.com

عبرتے اے مسلم روشن ضمیر از مآل امت موسیٰ بگیر
داد چوں آں قوم مرکز را ز دست رشتہ جمعیت ملت شکست
رفت نم از ریشہ ہائے تاک او بید مجنوں ہم نروید خاک او
از گل غربت زباں گم کردہ ہم نوا ہم آشیاں گم کردہ
شمع مرد و نوحہ خواں پروانہ اش مشت خاکم لرزد از افسانہ اش

اس پر صاحبزادہ عابد حسن نے اس قوم کے انبیائے کرام اور سلاطین ذی احتشام کا مختصر ذکر کیا۔ کارناموں اور برائیوں کا حوالہ دیا۔ جب انھوں نے حضرت یوسفؑ اور ملک مصر کا ذکر کیا تو میرے ذہن میں دو ہفتے پر مشتمل اپنی سیاحت مصر کی یادیں تازہ ہوگئیں۔ جس میں یہی صاحبزادہ اور میاں ثناء اللہ میرے ہمراہی تھے۔ پھر انھوں نے اس قوم کی فقہی موشگافیوں، مناظرہ بازیوں اور تفرقہ بازیوں پر روشنی ڈالی اور اس قوم کی سود خوری، عصیاں شعاری اور فتنہ پردازی کی تفصیل بتائی۔

روح مسلماں میں ہے آج وہی اضطراب

یہودیوں کی فتنہ پردازی کا سن کر مجھے علامہ اسد کی کتاب روڈ ٹو مکہ یاد آگئی۔ میں نے ذکر کیا کہ ۱۹۲۰ کے عشرے میں ایک یہودی نوجوان صحافی دمشق میں مقیم تھا، اور مسلم معاشرے کی خوبیاں اس کے دل کو فتح کر رہی تھیں کہ اسے ایک پالیسی ساز بزرگ نے یہودی منصوبے سے آگاہ کیا: "دنیا بھر سے لاکر یہودیوں کو فلسطین میں آباد کر دیا جائے گا۔ مقامی ساٹھ لاکھ مسلم فلسطینیوں کو جبر و ظلم سے ملک بدر کر دیا جائے گا۔ فلسطین کو مٹا کر اسرائیلی ریاست قائم کر دی جائے گی"۔

اس ظالمانہ اور شرمناک منصوبے کو جان کر منصف مزاج نوجوان صحافی اپنی یہودی قوم سے متنفر ہوگیا اور بالآخر اس نے اسلام کے دامن رحمت میں پناہ لی، اور ہم انھیں علامہ اسد کے نام سے جانتے ہیں۔ دوسری طرف اس پون صدی میں یہودی فتنے نے نحوس شکل اختیار کر لی ہے۔ نئی اسرائیلی ریاست کے عفریت نے مشرق وسطی کی مسلمان عرب مملکتوں کے عین سینے پر ایک بدہیئت جشت پا کی طرح اپنے پنجے گاڑ رکھے ہیں۔

میری اس بات پر حکیم صاحب نے جو ریمارکس دیے، وہ مجھے ہی نہیں ہم سب کو یاد ہیں کیونکہ اس میں ایک ناقابل فراموش اور عجیب پیش گوئی ہے۔ وہ کہنے لگے "مشیت ایزدی ہی بہتر جانتی ہے کہ کیا ہوگا۔ ایک طرف یہودیوں نے مذہب کی بنیاد پر اسرائیل کی مملکت بنائی ہے، دوسری طرف لا الٰہ الا اللہ کی اساس پر پاکستان معرض وجود میں آیا ہے۔ دونوں قریباً نصف صدی کے اندر دنیا کے نقشے پر ابھرے ہیں۔ دونوں جوہری توانائی کے اسرار کے آشنا ہیں۔ اسرائیل میں دنیا بھر کے یہودی جمع ہو

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

رہے ہیں۔ عالمی طاقتیں اور ذرائع ابلاغ ان کی پشت پناہی کر رہے ہیں۔ دوسری جانب مسلمانوں میں بھی بیداری و باہمی یگانگت اور آگہی و ارتباط پیدا ہو رہا ہے۔ مشرق میں انڈونیشیا اور شمال میں ازبکستان سے لے کر مغرب میں مراکش تک ایک ارب مسلمانوں نے اللہ کی رسی کو تھاما ہوا ہے۔ حرم کی پاسبانی کے لیے نیل کے ساحل سے لے کر تابخاک کاشغر مسلمان ایک ہو رہے ہیں اور جہادِ افغانستان نے ثابت کر دیا ہے کہ پاکستان عالم اسلام کا مضبوط قلعہ ہے"۔

پھر انھوں نے ایک عارف مجذوب کے سے انداز میں ایک عجیب بات کی' گویا وہ کچھ علم اور خبر رکھتے ہیں' لیکن اس سے زیادہ وہ عشق کی وادی میں ہیں اور خبر سے زیادہ نظر رکھتے ہیں۔ انھوں نے گویا مستقبل میں جھانکتے ہوئے کہا: "مجھے تو یوں لگتا ہے کہ دونوں قوتیں مقابل میں اترنے کے لیے تیاری کے مراحل میں ہیں۔ اب کچھ نہ کچھ ہو کر رہے گا۔ کیا ہو گا؟ یقین کے ساتھ کہنا مشکل ہے' تاہم "روح مسلماں میں ہے آج وہی اضطراب' راز خدائی ہے یہ کہہ نہیں سکتی زباں"۔ مجھے محسوس ہوتا ہے کہ جیسے جنگ عظیم دوم کے سے بڑے پیمانے پر' یہود و مسلم آویزش کا' ایک زبردست معرکہ برپا ہونے والا ہے۔ دنیا بھر میں یہودی نصف کروڑ بھی نہیں ہیں لیکن وہ یہود' خیبر کی روایت کے مطابق' اپنی چالاکی اور مکاری سے پوری دنیا کے مشرکوں اور کافروں کے احزاب کو ہم مسلمانوں پر چڑھا لائیں گے۔ ہمیں بھی کوئی 'سلمان فارسی' خندق جدید کی راہ سجھا دے گا۔ آگ اور خون کا ایک لامتناہی سمندر ہو گا۔ شاید یہ اس کرہ ارض کی آخری اور خوفناک ترین جنگ عظیم ہو گی۔ ابھی کوئی کیا کہہ سکتا ہے؟" "دیکھیے اس بحر کی تہ سے اچھلتا ہے کیا' گنبد نیلوفری رنگ بدلتا ہے کیا!"' تاہم دنیا کا نقشہ پھر ایک دفعہ زیر و زبر اور تلپٹ ہو کر رہے گا۔ یہودی فتنہ و سازش اور کینہ پروری ختم ہو کر رہے گی اور اسلام و توحید کا علم پھر سے یوں لہرائے گا کہ عہدِ فاروقی کی یاد تازہ ہو جائے گی۔ دانائے راز نے بجا فرمایا تھا کہ

آگ ہے اولادِ ابراہیم ہے نمرود ہے
کیا کسی کو پھر کسی کا امتحاں مقصود ہے؟

کلیم صاحب کو میں تو بس دیکھتا کا دیکھتا رہ گیا۔ کیا فکر انگیز خیال تھا ان کا اور سونے پر سہاگا دیدہ بان ملت' علامہ اقبال کے اشعار تھے' جو گفتگو کی انگشتری میں گویا نگینوں کی طرح جڑے ہوئے تھے۔ احزاب اور خندق کا فکر انگیز تطابق تھا۔ ہم سب دوست ان کی حیرت افزا پیش گوئی سے کچھ دیر تک مبہوت سے رہے۔ انھوں نے بات ہی کچھ ایسی کی تھی۔ ان لمحات کے کیف کو میں تادم تحریر محسوس کر رہا ہوں۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

امتِ مسلم ز آیات خدا است

بالآخر ہم خلوتیوں کی یہ سادہ لیکن یادگار مجلس اختتام پذیر ہوئی' تو حافظ امیر علی نے کہا: "جانتے ہیں کہ اس مقام پر امت مسلمہ کے سر پر امت وسط کا تاج فضیلت رکھنے کے بعد اسے سب سے پہلی ہدایت اور حکم کیا دیا گیا تھا؟ یہ تھی صبر، صلوٰۃ کی تلقین و تاکید۔ سید مودودی" نے اس آیت کی تفہیم میں لکھا ہے کہ منصب امامت پر مامور کرنے کے بعد اب اس امت کو ضروری ہدایات دی جا رہی ہیں' مگر تمام دوسری باتوں سے پہلے انھیں جس بات پر متنبہ کیا جا رہا ہے وہ یہ ہے کہ یہ کوئی پھولوں کا بستر نہیں ہے جس پر آپ حضرات لٹائے جا رہے ہیں۔ یہ تو ایک عظیم الشان اور پر خطر خدمت ہے جس کا بار اٹھانے کے ساتھ ہی تم پر ہر قسم کے مصائب کی بارش ہوگی' سخت آزمائشوں میں ڈالے جاؤ گے' طرح طرح کے نقصانات اٹھانے پڑیں گے۔ اور جب صبر و ثبات اور عزم و استقلال کے ساتھ ان تمام مشکلات کا مقابلہ کرتے ہوئے خدا کی راہ میں بڑھے جاؤ گے تب تم پر عنایات کی بارش ہوگی"۔

ہم مسجد قبلتین کے باہر کے دروازے پر آگئے تو صاحبزادہ عابد حسن نے کہا: "کسی امت اور قوم کے لیے یہ عظیم ترین اعزاز ہے کہ فرمان الٰہی سے اسے پوری دنیا کا لیڈر' رہنما اور قابلِ تقلید مثال بنا دیا جائے' اسے حکم دیا جائے کہ وہ پورے عالم انسانیت کو نیکی کے فروغ کے لیے حکم دے اور برائی سے بزور قوت روکے۔ جس امت کو یہ منصب دیا گیا اس پر اللہ کے الطاف و انعامات کی تکمیل ہوگئی۔ قبلہ کی تبدیلی کا حکم دراصل اس منصب جلیلہ پر امت مسلمہ کی سرفرازی کا نشان ہے۔ لہٰذا تمھیں شہادت حق کے فرض منصبی کی دل و جان سے ادائیگی کرنی چاہیے۔ ایسا کرو گے تو یہ نعمت الٰہی تم پر مکمل کر دی جائے گی اور اگر تم نے بنی اسرائیل کی طرح ناشکری' نافرمانی' تفرقہ بازی اور باہم جدال کی راہ اختیار کی تو کہیں ان کی طرح تم سے بھی یہ منصب نہ چھن جائے"۔

میاں ثناء اللہ صاحب ٹیکسی کو روک رہے تھے' اور جمیل انجم صاحب ہمیں ایک ضروری بات بتا رہے تھے۔ کہنے لگے: "قدسی مقال علامہ اقبال فرماتے ہیں: امت مسلمہ' اللہ تعالیٰ کی آیات عظیمہ میں سے ایک آیت جلیلہ ہے' جس کی بنیاد قالوا بلیٰ کے روز رکھی گئی تھی۔ خداوند کریم نے نحن نزلنا الذکر کے قرآن مجید کی حفاظت کا وعدہ فرمایا ہے' اور بتایا ہے کہ وہ ابد تک محفوظ رہے گا۔ بالکل اسی طرح امت مسلمہ کے لیے بھی فنا اور اجل نہیں ہے' اس امت کا چراغ کبھی نہیں بجھے گا اور ہمیشہ روشن رہے گا۔

امت مسلم ز آیات خدا ست — اصلش از ہنگامہ قالوا بلیٰ ست
از اجل ایں قوم بے پروا ستے — استوار از نحن نزلنا ستے
تا خدا ان یطفئوا فرمودہ است — از فسردن ایں چراغ آسودہ است

(آنحضور کے نقش قدم پر کا ایک غیر مطبوعہ باب)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

60

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سائنسی فکر کا ارتقا

پروفیسر عبد القدیر سلیم

سقراط اور افلاطون کی تصوّریت

افکارِ مغرب کی تاریخ کی کتابوں میں یونانی فکر کو اکثر "فلسفہ قبل سقراط" اور "فلسفہ مابعد سقراط" میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ سقراط سے قبل کی فکر کو باقاعدہ منضبط شکل میں کم ہی محفوظ رکھا جا سکا ہے۔ سوچنے، غور کرنے اور نتائجِ فکر کو دنیا کے آگے پیش کرنے والوں کے جستہ جستہ خیالات ہی ملتے ہیں۔ فلسفہ، جو ایک منضبط اور کم و بیش مکمل نظامِ فکر کا نام ہے، سقراط کے ساتھ ہی وجود میں آیا۔ سقراط نے اگرچہ کوئی تحریر نہ چھوڑی، لیکن افلاطون کی صورت میں اسے ایسا شاگرد مل گیا جس نے اس کے افکار کو رہتی دنیا تک زندہ جاوید بنا دیا۔

سقراط (۳۹۹ - ۴۷۰ ق م) ایتھنز کا شہری تھا۔ اگرچہ ڈلفی کے کاہن نے استفسار کرنے والوں کو واضح الفاظ میں بتا دیا تھا کہ وہ اپنے زمانے کا دانا ترین انسان ہے، تاہم اس نے انکساری کے ساتھ اپنی علمی بے بضاعتی کا اعتراف کیا، اور برملا اعلان کیا کہ اسے اپنی لاعلمی کی خبر ہے (جب کہ دوسرے جو دعوائے علم رکھتے ہیں، اپنی جہالت سے بھی بے خبر ہیں)۔ بہرحال اس کا خیال تھا کہ ایک اندرونی آواز اسے اس بات پر اکساتی تھی کہ لوگوں کو علم اور نیکی کی زندگی کی طرف راغب کرے۔ اس کا باپ سنگ تراش اور ماں دایہ تھی مگر اس نے اپنا آبائی پیشہ اختیار کرنے کی بجائے تصورات کی تشکیل و توضیح اور نئے خیالات کو منصۂ شہود پر لانے کی سعی ہی کو اپنا ہمہ وقتی شغل بنا لیا۔ پتا نہیں کہ اسے جو الہام ہوتا تھا، وہ شہد کی مکھی والی وحی کی نوعیت کا تھا، یا نبیوں والا۔ ہم اسے یقین کے ساتھ نبی کا درجہ نہیں دے سکتے کہ قرآن مجید اس سلسلے میں خاموش ہے، لیکن اس کے انداز و اطوار ضرور عام لوگوں سے مختلف اور ممتاز تھے۔ [illegible] لذت و مسرت اور مادی آسائش و

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

آرام کے عہد میں اس نے فقیرانہ زندگی کو اختیار کیا۔

اس کا خیال تھا کہ افکار کی تبدیلی ہی سے فرد کی زندگی اور پوری دنیا میں تبدیلی لائی جا سکتی ہے۔ اخلاقی اور سیاسی تبدیلی، ذہن کی تطہیر ہی سے ممکن ہے، اور ذہن کی تطہیر کے لیے صحیح علم ضروری ہے، کیوں کہ کوئی شخص جان بوجھ کر بُرا نہیں ہو سکتا۔ نیکی اور راست بازی، علم ہی سے ممکن ہے۔ غلط کار کو اگر معلوم ہو کہ اس کا فعل، فعل بد ہے، تو وہ اس کا ارتکاب ہی نہیں کرے گا۔ اس لیے ضروری ہے کہ لوگوں کو یہ بتایا جائے کہ نیکی کیا ہے، راستی کسے کہتے ہیں، عدل کیا ہے، سیاست دانوں کو کیا کرنا چاہیے، ایک مثالی ریاست کیسی ہوگی۔ مگر اس کے لیے اس نے وعظ و نصیحت اور تلقین و تقریر کا طریقہ اختیار نہیں کیا۔ اس کا مخصوص انداز، جس کی کوئی نقل نہ کر سکا (سقراطی طریق)، حیات و کائنات اور انسانی زندگی کے بارے میں بنیادی سوالات اٹھانے کا تھا۔

عام لوگوں، خصوصاً نوجوانوں میں وہ بہت مقبول تھا، بازاروں، مندروں اور اہل فکر کے ہاں، ہر جگہ اس کی پذیرائی ہوتی تھی۔ تاہم سیاست دان اور ریاست کے مقتدر طبقے اس کے مشن سے بے کلی محسوس کرنے لگے۔ وہ ۷۰ سال کا تھا کہ اس پر الزام لگایا گیا کہ وہ ریاست کے دیوتاؤں کی توقیر نہیں کرتا اور نوجوانوں کو خراب کر رہا ہے۔ اسے سزائے موت دی گئی، جسے اس نے قبول کر لیا اور خوش دلی کے ساتھ زہر کا پیالہ پی کر جاوداں ہو گیا۔

فکر، کردار، اور زندگی کے مجموعی حسن کے حوالے سے مغرب میں کوئی دوسرا سقراط پیدا نہ ہوا۔

سقراط کی موت نے ایتھنز کی ریاست کے بیشتر نوجوانوں اور حق کے متلاشیوں کو غم زدہ کر دیا تھا، مگر افلاطون اس سے بہت زیادہ متاثر تھا۔ اس نے اپنے استاد اور رہ نما کی تعلیمات اور مشن کو عام کرنے کے لیے اس کے افکار کو باقاعدہ مدون کیا۔ لیکن باقاعدہ ابواب و فصول پر مشتمل کتابوں کی شکل میں نہیں، بلکہ مکالمات کی صورت میں۔ اس کے بیں مکالموں میں سے بعض تو ضخیم جلدوں میں سماتے ہیں، لیکن سبھی میں سقراط ایک مرکزی کردار کی صورت میں سامنے آتا ہے، اور اپنے مخصوص انداز میں بنیادی سوالات اٹھاتا اور مسائل کی تنقیح کرتا نظر آتا ہے، مگر اس طرح کہ کہیں بھی قاری اکتاہٹ کا شکار اور بے مزہ نہیں ہوتا۔ فلسفے کے (بسا اوقات) خشک مسائل — وجودیات، حیات، اخلاقیات، تعلیم، سیاسیات اور جمالیات جیسے مباحث کو — شاید ہی کسی مصنف نے اتنے دلچسپ اور خوب صورت انداز میں پیش کیا ہو۔ فکرِ مغرب، مادیت کے خلاف تصوریت اور روحانیت، اور لذت کوشی اور حیوانی خواہشات کے مقابل میں روح کی پاکیزگی، اخلاق کی درستی اور

© rasailojaraid.com